بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

محترم پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب شہید مرحوم (پاکستان)
محترم مولوی ایچ. ناصر الدین صاحب مبلغ سلسلہ (انڈیا)
محترمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (پاکستان)
کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ مورخہ 14/اپریل 2017 بمقام جرمنی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض انتظامی امور کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا: آج کے خطبہ کے لئے پہلے تو میں نے کچھ اور مضمون لیا تھا لیکن پھر بعض مرحومین کا جنازہ پڑھانا تھا۔ ان کی کچھ باتیں سامنے آگئیں اس لئے آج میں نے سوچا ہے کہ انہی کا ذکر کروں گا جن میں سے ایک شہید ہے ایک مربی سلسلہ ہے اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ہیں۔ ان لوگوں کے بعض اوصاف ایسے ہیں جو جماعت کے ہر طبقے کے لئے نیک مثال ہیں اور یہی ایسی باتیں ہیں جو ہم میں سے بہتوں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں بہت سوں کے لئے ان میں سبق ہیں۔ پس میں نے مناسب سمجھا کہ بجائے ان مرحومین کے مختصر ذکر کے کچھ کھول کر ان کے بارے میں بیان کروں۔ ہر ایک کی سیرت کے پہلو جو میرے سامنے لائے گئے ہیں یا جو مجھے علم تھے وہ ایسے ہیں جو مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ کے مصداق ان لوگوں کو بناتے ہیں۔ جو اپنے عہدوں اور اپنی نیتوں اور ارادوں کو پورے کرنے والے لوگ تھے۔ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنی زندگیاں بسر کیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان میں سے پہلے ہمارے شہید بھائی پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب ہیں جو گذشتہ جمعہ شہید کئے گئے۔ پروفیسر ڈاکٹر ریٹائرڈ اشفاق احمد صاحب شیخ سلطان احمد صاحب لاہور کے بیٹے تھے۔ ان کی عمر 68 سال تھی گذشتہ جمعہ یہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنی کار میں بیت التوحید جا رہے تھے کہ راستے میں ایک موٹر سائیکل سوار معاند احمدیت نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ شہید مرحوم کے دادا مکرم شیخ عبد القادر صاحب کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لدھیانہ تشریف آوری کے زمانے میں ہوا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے تہجد گزار اور مہمان نوازی اور خدمت خلق کرنے والے عہدے داران کی اطاعت کرنے والے نیک مخلص انسان تھے۔ ہمیشہ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے اور نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا بلند اخلاق اور ملنسار ہونے کی وجہ سے اپنے سٹوڈنٹ اور ساتھی پروفیسروں میں یکساں مقبول تھے۔ اپنے ساتھی پروفیسروں کو گھر پہ کھانے پہ بلا لیا کرتے تھے اور جماعت کا مؤثر انداز میں تعارف کرواتے۔ اس وجہ سے بعض اوقات آپ کو دھمکیاں بھی ملتی تھیں لیکن کبھی پرواہ نہیں کی بلکہ کہا کرتے تھے یہ تو معمولی بات ہے۔ بچپن سے ہی شہید مرحوم کو جماعتی خدمت کا جذبہ بہت زیادہ تھا اور جماعتی اور تنظیمی سطح پر مختلف شعبہ جات میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ حلقہ سبزہ زار میں رہائش پذیر ہونے کے بعد حلقہ کے صدر اور نائب زعیم اعلیٰ کے طور پر احسن رنگ میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس سال آپ کی تقرری بطور سیکرٹری دعوت الی اللہ امارت علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ہوئی تھی اور بڑے اچھے انداز میں آپ نے اپنی دعوت

الی اللہ کا آغاز کیا تھا پروگرام بنائے تھے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے زمانے میں ایک خواب دیکھی تھی۔ ان کے بھائی کہتے ہیں کہ وہ خواب اس طرح تھی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے محلے کی ایک مسجد جو کہ غیر از جماعت کی ہے وہاں اعلان ہو رہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع وفات پا گئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ گھر کے لیٹر بکس میں ایک چھری پڑی ہوئی ہے تو یہ بہر حال ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ سے جو اعلان ہوتا رہا اس لحاظ سے وہ خواب بھی پوری ہوگئی اور چھری جو دیکھی تھی انہوں نے وہ ان کی شہادت کی طرف اشارہ تھا۔ کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی ہم پر سبقت لے گئے۔ خاندان کا نام روشن کیا شہادت کے مرتبہ کو پا کر خاندان کے پہلے شہید بن کر ہم سب کے لئے ہمیشہ کے لئے مثال چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کے چھ بھائی اور ایک بہن ہیں جو سارے تقریباً باہر ہی ہیں۔

دوسرے مرحوم جن کا ذکر کرنا ہے وہ مکرم ایچ ناصر الدین صاحب مبلغ انچارج ایسٹ گوداوری انڈیا ہیں۔ 7؍اپریل 2017ء کو دریائے گوداوری میں ڈوب جانے سے 42 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ حادثہ کے روز آپ مکرم امیر صاحب سکندرآباد اور احباب جماعت کے ساتھ بانگل پوڑی جماعت میں نماز فجر کے بعد دریا پر گئے۔ اچھی تیراکی جانتے تھے۔ وہاں بعض احباب کے ساتھ تیراکی کے دوران لاپتا ہوگئے پھر مچھیروں کی مدد سے ایک گھنٹہ کی تلاش کے بعد دریا کے کنارے ان کی لاش ملی۔ مرحوم کے والد مکرم اے. شاہ الحمید اپنے علاقے کاواشیری کیرالہ کے سب سے پہلے احمدی تھے۔ انہی کے ذریعہ وہاں جماعت قائم ہوئی جبکہ آپ کی والدہ محترمہ چیلہ کیروبی ابتدائی احمدیوں میں سے تھی۔ مرحوم 2000ء میں قادیان سے فارغ التحصیل ہو کر صوبہ آندھرا اور تلنگانہ میں مختلف جگہوں پر کامیاب مبلغ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ وفات کے وقت بطور مبلغ انچارج ضلع ایسٹ گوداوری تعینات تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ بعض ایسی جگہوں پر بھی رہنا پڑا جہاں صرف جماعتی سینٹر قائم تھے وہاں پر اہلیہ اور بچوں کو لے کر نماز پڑھا کر درس دیتے تھے اور یہ سلسلہ وفات سے ایک روز پہلے تک جاری رکھا۔ مربیان کے لئے مبلغین کے لئے اس میں سبق ہے کہ اگر جماعتیں دور دور کی ہیں کوئی نہیں بھی آتا تب بھی نمازیں باجماعت ہونی چاہئیں چاہے اپنے گھر والوں کے ساتھ پڑھیں۔ پھر ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ جب آپ کاماریڈی میں متعین تھے تو وہاں لیف لٹس تقسیم کرنے پر آپ کی مخالفت بڑھ گئی پکڑے گئے مخالفین نے خوب مارا پیٹا لیکن آپ محض اللہ کے فضل سے بال بال بچ گئے۔ اس کے بعد اہلیہ کہتی ہیں کہ میں نے انہیں کہا کہ یہاں تو بڑے خطرناک حالات ہیں کیرالہ میں تبادلہ کی درخواست کر دیں کیونکہ آپ کی دشمنی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے تو کہنے لگے کہ ٹھیک ہے میں دشمنی کا حوالہ دے کے مرکز کو لکھوں گا مرکز شاید تبادلہ بھی کر دے لیکن یہاں کے مقیم احمدیوں کا کہاں تبادلہ کریں گے ان کے لئے تو دشمنی اسی طرح قائم ہے تو کہتے ہیں مخالفت سے ڈر کے جانا یہ صحیح بات نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے وقف کے عہد کو پورا کرنا چاہئے ہم وقف کر کے آئے ہیں اور جیسے بھی حالات ہیں ہمیں یہاں رہنا ہے اور ہمیں رہنا چاہئے۔ یہی کہا کرتے تھے کہ اگر شہادت کی توفیق مل گئی تو اس پھر اس سے بڑا انعام کیا ہے اور اس لئے ہمیں یہی رہنا ہے۔

اسی طرح سادگی کا یہ حال تھا کہ اہلیہ بتاتی ہیں کہ کوئی فرنیچر کبھی نہیں خریدا تھا گھر میں کوئی ذاتی فرنیچر نہیں تھا اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم وقف زندگی ہیں جماعت جہاں کہتی ہے ہم نے وہاں جانا ہے اس لئے کہیں کبھی فرنیچر یا گھر کا سامان جو ہے ہمارے فوری تبادلہ میں روک نہ بن جائے جو سہولت جماعت نے دی ہوئی ہے اسی پہ ہم نے گزارہ کرنا ہے اور اسی پہ اکتفا کرنا چاہئے۔ یہ بھی ایک مثال ہے ایک واقف زندگی کے لئے۔

گذشتہ سال املہ پورم میں تبادلہ ہوا تھا وہاں بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے اتنے پابند تھے کہ ایک کلومیٹر روزانہ پیدل یا سائیکل پر جا کر لوگوں کو پڑھا کے آتے تھے قرآن کریم۔ یہ بھی ایک مثال ہے مبلغین اور مربیان کے لئے۔

پھر ان کی اہلیہ نے کہا کہ مہمان نوازی کی بڑی خوبی تھی ان میں۔ کہتی ہیں اگر میں بچوں کی چھٹیوں کے موقع پر یا سکول کی چھٹیوں کے موقع پر کیرالہ آنے کی وجہ سے گھر میں نہ ہوتی اور مہمان آجاتے تو کبھی انہوں نے پریشانی نہیں دکھائی۔ ہمیشہ خود ہی کھانا پکا کے مہمانوں کو کھلایا کرتے تھے۔ شہادت کی بھی ان میں بہت تمنا تھی پہلے ذکر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بار بار حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھا ہے

اور میرے والد مجھے اشارہ کرتے ہیں بلا رہے ہیں۔ بہرحال ایک رنگ میں ان کی شہادت اس طرح بھی ہوگئی دینی خدمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور وہیں اس دینی دورے کے دوران ہی ان کی وفات ہوئی۔ یہ بھی شہادت ہے ایک قسم کی۔ بڑے دعا گو تہجد گزار ملنسار تبلیغی میدان میں ایک نڈر مجاہد تھے۔ کئی دفعہ مخالفین نے انہیں حراست میں رکھ کر مارا پیٹا۔ حضور انور نے فرمایا اس کا ذکر ایک دفعہ میں نے اپنے خطبوں میں جو واقعات سنا جلسہ کی تقریر میں جو واقعات سناتا ہوں اس میں بھی ان کا واقعہ سنایا تھا مار پیٹ کا جو خوفناک طریقے سے مولویوں نے ان کو مارا تھا۔

انکی والدہ ہیں عمر رسیدہ پسماندگان میں اہلیہ ہیں اور دو بیٹے ہیں۔ دو بڑے بھائی ہیں ان کے۔ ایک سلیمان صاحب امیر ضلع پال گھاٹ کیرالہ اور ایچ شمس الدین صاحب نظارت نشر و اشاعت قادیان کے ملیالم سیکشن میں اس وقت خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

ان کے ساتھ خدمت کی توفیق پانے والے مبلغ نوید الفتح شاہد صاحب کہتے ہیں کہ مولانا ایچ ناصر الدین صاحبسلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے ہر کام کرنے کے واسطے مستعد رہتے تھے۔ بہت ہی پیار کرنے والے وجود تھے۔ عالم باعمل تھے بلا ناغہ تہجد پڑھتے۔ ہر روز باقاعدگی سے تعلیم و تربیت کرتے۔ دفتری کام کے لئے ضروری ہر روز خاص وقت ضرور رکھا ہوا تھا دیتے تھے۔ بزرگوں کی عزت ایک خاص وصف تھا ان کا۔ چھوٹوں سے حسن سلوک بھی ایک خاص وصف تھا ہر روز باقاعدگی سے باہر نکلتے۔ خوف نہیں تھا کوئی۔ مخالفین ہیں تو کیا کریں گے۔ اور اس وجہ سے غیر احمدیوں کا بھی حلقہ ان کا بڑا وسیع تھا کیونکہ ان سے بھی بڑی بشاشت سے ملتے تھے۔ بڑے ہر دلعزیز تھے۔ کہتے ہیں میں نے کبھی ان کی پیشانی پر شکن نہیں دیکھی کبھی غصہ میں نہیں دیکھا۔ اپنے ساتھی معلمین سے بھی بڑا حسن سلوک کرتے ہمیشہ ان کا خیال رکھتے اور ایسی محبت تھی ہر ایک سے کہ ہر کوئی جو ان سے ملتا تھا وہ ان کا فدا ہو جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بڑے اہتمام سے مطالعہ کرتے باقاعدگی سے مطالعہ تھا ان کا اور بڑا اہتمام تھا اس کے لئے وقت رکھا ہوا تھا انہوں نے خاص اور یہ بھی ہر مبلغ اور مربی کے لئے ایک انتہائی اہم اور ضروری سبق ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت سے کبھی غافل نہ رہتے۔ ڈائری ہر روز باقاعدگی سے لکھتے اور ہمیشہ سے یہ عادت رہی کہ خلافت کی طرف سے جو بات کہی جائے اس کو غور سے سننا ہے۔ ہمیشہ خطبات کو بڑے غور سے سنتے اور پھر نہ صرف سنتے بلکہ یہ کوشش ہوتی کہ پوری طرح عمل کرنا ہے کوئی توجیہیں نہیں پیش کرنیں بلکہ ہر ہر لفظ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور یہ بھی ایک بڑی اہم بات ہے واقفین زندگی کے لئے۔ خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے عشق اور محبت بے انتہا کا تھا اور یہ کہتے ہیں یہ ایسی خصوصیات تھیں جو ان کی وجود میں نمایاں ایسی خصوصیات تھیں نظر آتی تھیں۔

ایک معلم صاحب ہیں وزیر صاحب وہ کہتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ ان کو تہجد گزار نمازوں کو انتہائی خشوع و خضوع سے پڑھنے والا روزانہ تلاوت کرنے والا نہایت خوش مزاج اور باعمل پایا خلافت سے خاص محبت تھی۔ نماز باجماعت کا خاص خیال رکھتے اچھے مہمان نواز سادگی پسند فضول خرچیوں سے بچنے والے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ موصوف کو مطالعہ کا بڑا شوق تھا۔ کوئی سوال پوچھا جائے تو بہترین رنگ میں جواب دیتے تھے۔ اکثر جب بھی کسی پروگرام یا محفل میں خصوصاً سفر کے دوران خدام کے ساتھ بیٹھتے تو جماعت کا تذکرہ اور ایمان افروز واقعات سنایا کرتے تھے۔ ہر ایک سے اعلیٰ اخلاق سے پیش آتے تھے جس کی وجہ سے ہر کوئی آپ کے ساتھ رہنا پسند کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بھی بلند کرے اور ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ دے۔

اگلا ذکر ہے محترمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ کا جو صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی اہلیہ تھیں 10 ر اپریل 2017ء کو رات دس بجے تقریباً 82 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور میری پھوپھی بھی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پوتی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی نواسی تھیں۔ تدفین آپ کی بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی ہے۔ ان کا نکاح 26 ر دسمبر 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے عطا فرمائے جن میں سے چار بیٹے واقف زندگی ہیں۔ دو ڈاکٹر ہیں فضل عمر ہسپتال میں کام کر رہے ہیں۔ ایک پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈاکٹر نظارت تعلیم میں ہیں اور ایک وکیل ہیں صدر انجمن احمدیہ

میں مشیر قانونی کے دفتر میں۔ ان کی لجنہ کی خدمات کا عرصہ بھی تقریباً 29 سال پر پھیلا ہوا ہے سیکرٹری صنعت وتجارت اور نائب صدر اول رہیں۔ اپنے بالا افسر کی اطاعت قطع نظر اس کے کہ کیا رشتہ ہے اور کیا عمر کا فرق ہے بے انتہا تھی۔ میری اہلیہ نے مجھے بتایا کہ دو سال جب وہ صدر لجنہ ربوہ رہی ہیں تو یہ سیکرٹری صنعت وتجارت اور نائب صدر کے طور پر ان کے ساتھ کام کرتی رہیں اور ہمیشہ بڑی خوش دلی سے اور بڑی عاجزی سے بڑی اطاعت سے کام ساتھ کیا اور جو بھی ان کے ذمہ کام لگایا گیا اس کو انہوں نے بڑی بشاشت سے سرانجام دیا۔ ان کے خاوند مکرم مرزا خورشید احمد صاحب کہتے ہیں کہ ایک واقف زندگی کی بیوی ہونے کا حق ادا کیا۔ میرے سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا بچوں کی تربیت کا خیال رکھا اور یہی تربیت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھ بیٹوں میں سے چار واقف زندگی ہیں۔ اور پھر اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ گھر میں موجود ملازمین کے بچوں کو بھی بڑے احسن رنگ میں رکھا اگر کوئی قرآن شریف نہ پڑھا ہوا ہوتا تو اسے قرآن کریم پڑھاتیں۔

ان کی ایک نند جو میری بھابھی بھی ہیں وہ لکھتی ہیں کہ ہمارا ان سے تعلق بالکل ویسا ہی تھا جیسے ایک ماں کا اپنی بیٹیوں سے ہوتا تھا۔ والدہ محترمہ کی وفات کے بعد ہم سب کا بہت خیال رکھا۔ کئی بچیوں کو اپنے گھر میں پالا اور ان کی ہر طرح سے دینی اور دنیاوی تعلیم وتربیت کا خیال رکھا۔ ان کی ایک سب سے چھوٹی نند لکھتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ان سے پوچھا کہ کتنی عمر سے آپ نے تہجد پڑھنی شروع کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ میں بارہ سال کی عمر سے باقاعدہ تہجد پڑھ رہی ہوں۔ چھ بہوئیں تھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ایک سے ان کا بہترین سلوک تھا اور ہر ایک کو بیٹیوں کی طرح رکھا ہوا تھا۔

میری چھوٹی ہمشیرہ امۃ القدوس صاحبہ لکھتی ہیں کہ انسان کے عمل میں کمی بیشی تو ہوتی رہتی ہے تاہم ان کی گھٹی میں یہ چیز شامل تھی کہ قرآن وحدیث کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ نیکی تو گویا ان کی سرشت میں داخل تھی۔ جب دیکھتیں کہ ہماری روایات اور تعلیم کے خلاف بات ہوئی ہے تو کھل کر اس کے خلاف بولتی تھیں۔

ان کے بیٹے نے لکھا کہ خلافت سے پہلے تو جو آپ سے تعلق تھا وہ اور تھا اس بعد کہنے لگیں کہ بھتیجے کا رشتہ ختم ہو گیا اب صرف خلافت کا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ پھر یہ بیٹا لکھتا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کی اطلاع آئی تو ہم سب لوگ نماز کے لئے مسجد گئے ہوئے تھے اور ہماری امی بھی بڑے صدمہ میں تھیں تو اس وقت میری بڑی بھابھی نے اونچا رونا شروع کیا تو امی نے اسے کہا کہ خاموش ہو جاؤ اس وقت جماعت پر ابتلاء کا وقت ہے اور یہ دعاؤں کا وقت ہے اس وقت دعائیں کرو۔

رضاعی رشتوں کا بڑا خیال رکھنے والی تھیں۔ تو یہ بہت سارے اوصاف تھے ان میں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں میں بھی یہ اوصاف جاری فرمائے اور خلافت سے وفا کا تعلق ان کا ہو اور اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے ان کے۔

حضور انور نے فرمایا: نمازوں کے بعد میں ان مرحومین کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 14 April 2017

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB